S_1999_4_5_11

عدالت عظمیٰ رپوٹس 1999 ایس یو پی پی 4 ایس سی آر

نرمدا باچاؤ آندولن

بنام۔

یونین آف انڈیا اور دیگران

15 اکتوبر 1999

ڈاکٹر۔اے۔ایس۔آنند، سی۔جے، ایس۔پی۔بھروچا اور بی۔این۔کرپال، جسٹسز

توہین عدالت ایکٹ، 1971:

عدالت کی توہین- دریائے نرمدا پر ڈیم کی اونچائی کے حوالے سے عدالت عظمیٰ کی طرف سے منظور کردہ عبوری حکم ریاست گجرات کی طرف سے دائر درخواست جس میں کہا گیا ہے کہ نرمدا بچاؤ آندولن کے رہنما اس عدالت کے ذریعے احتجاج، عوامی جلسوں، ستیہ گرہ، خبروں کی رپورٹوں، پریس ریلیز ز، خبروں کے رسالوں میں مضامین وغیرہ کی دھمکی کے ذریعے منظور کیے گئے حکم پر ردعمل ظاہر کر رہے تھے۔- عدالت کے نوٹس میں بھی لائی گئی کتاب کے قابل اعتراض حصے- منعقد، این بی اے اور اس کے رہنماؤں نے جان بوجھ کر زیر التواء کارروائی پر تبصرے کیے ہیں اور اس عدالت کی طرف سے منظور کردہ عبوری احکامات کی پہلی نظر سے نافرمانی کی ہے۔ این بی اے اور اس کے قائدین کی طرف سے دی گئی دھمکیاں بھی عدالتی کارروائی کے مقررہ دور میں جانبداری یا مداخلت کی کوشش معلوم ہوتی ہیں- اس کے مصنف کی طرف سے کتاب میں کیے گئے کیس سے منسلک معاملات پر تبصرے پہلی نظر میں اس عدالت کی کارروائی کی غلط نمائندگی ہیں- تقریر اور اظہار رائے کی آزادی میں عدالت کے احکامات کو مسخ کرنے اور نامکمل اور یک طرفہ تصویر جان بوجھ کر پیش کرنے کی آزادی شامل نہیں ہے، جس میں عدالت کو بدنام کرنے اور اسے بدنامی اور تضحیک میں لانے کا رجحان ہے۔ تاہم، کتاب کے متعلقہ حصوں میں اس عدالت کے خلاف جانبداری پیدا کرنے کا رجحان ہے۔ پی اے ایف ایس کی آبادکاری اور باز آبادکاری کے معاملے کی اہمیت، جس کی یہ عدالت نگرانی کر رہی ہے، عدالت این بی اے، اس کے قائدین اور متعلقہ مصنف کے خلاف توہین عدالت کی کارروائی شروع کرنے کی طرف مائل نہیں ہے- یہ امید کی جاتی ہے کہ یہ افراد اس انداز میں کام کرنے سے باز رہیں گے جس میں انصاف کے انتظام میں مداخلت کرنے کا رجحان ہو یا جو اس عدالت کی طرف سے وقتاً فوقتاً جاری کردہ

احکامات کی خلاف ورزی کرتا ہو- بھارت کا آئین، آرٹیکل 129۔

دیوانی بنیادی دائرہ اختیار حکم: 1994 کی تحریری درخواست (سی) نمبر 319؛ 1999 کا آئی۔ اے۔ نمبر 14۔

(ہندوستان کے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت)

کے وینو گوپال، (اے سی)، شانتی بھوشن، اشوک ایچ دیسائی، ٹی آر آندھیار جینا، (سشیل کمار جین) راجستھان کے ایڈیشنل ایڈوکیٹ جنرل، گرو کرشنا کمار، پرشانت بھوشن، محترمہ کامنی جیسوال، پلّو سسودیا، توفیل اے خان، پی پرمیشورن، بی وی بلرام داس، محترمہ ایچ وہی، ڈی ایم نرگولکر، ایس کے اگنیہو تری، اے مشرا اور محترمہ انجلی دوشی موجود فریقوں کی طرف سے۔

عدالت کے درج ذیل احکامات جاری کیے گئے:

ڈاکٹر۔ اے۔ ایس۔ آنند، سی۔ جے: یہ عرضی ریاست گجرات کی طرف سے عدالت کے نوٹس میں لائی گئی ہے کہ درخواست گزار نرمدا بچاؤ آندولن اس حکم کی وجہ سے ڈیم کی اونچائی کو آر ایل 85 میٹر تک بڑھانے کی اجازت دینے والے اس عدالت کے عبوری حکم پر اور احتجاج، عوامی جلسوں اور ستیہ گرہ وغیرہ کرنے کی دھمکیوں کے بارے میں کس طرح ردعمل ظاہر کر رہا تھا۔ خاص طور پر محترمہ میدھا پاٹکر کے انٹرویو کا حوالہ دیا گیا ہے جو 27.6.1999 کے ہندوستان ٹائمز میں شائع ہوا تھا اور درخواست گزار کی طرف سے جاری کردہ کچھ دیگر اخبارات کی رپورٹس اور پریس ریلیز ز۔ ہماری توجہ ہفتہ وار نیوز میگزین 'آؤٹ لک' میں شائع ہونے والے ایک مضمون اور محترمہ اروندھتی رائے کی کتاب "دی گریٹر کامن گڈ" کے کچھ حصوں کی طرف بھی مبذول کرائی گئی ہے۔

22 جولائی 1999 کو ہم نے مندرجہ ذیل حکم دیا:

شروع میں، ہماری توجہ کچھ بیانات، پریس ریلیز ز، انٹرویوز وغیرہ کی طرف مبذول کرائی گئی ہے، جو خود درخواست کنندگان کی طرف سے یا درخواست گزار نرمدا بچاؤ آندولن کے زیر اہتمام کچھ دیگر افراد کی طرف سے دیے گئے ہیں۔ ان میں سے کچھ بیانات وغیرہ کی کاپیاں ریاست گجرات کی طرف سے آئی اے نمبر 14 کے ساتھ دائر کی گئی ہیں۔

ہماری توجہ 24 مئی 1999 کو ہفتہ وار نیوز میگزین "آؤٹ لک" کے ایک مضمون کی طرف بھی مبذول کرائی گئی ہے جس کا عنوان محترمہ اروندھتی رائے کا "دی گریٹر کامن گڈ" ہے۔ اسی عنوان کے تحت ایک کتاب، یعنی اروندھتی رائے کی "دی گریٹر کامن گڈ"، جو بظاہر نرمدا اور اس کی ساری زندگی اور شریپد، نندنی،

سلوی، آلوک، میدھا، بابا امٹے اور این بی اے میں ان کے ساتھیوں کے لیے وقف ہے، کو بھی ہمارے نوٹس میں لایا گیا ہے۔

ہم نے مذکورہ بالا بیانات، پریس ریلیز ز، مضمون اور کتاب کے کچھ حصوں بذریعے جائزہ لیا ہے۔ پہلی نظر میں ہمیں ایسا لگتا ہے کہ عدالت کے وقار کو مجروح کرنے اور انصاف کے راستے کو متاثر کرنے کی جان بوجھ کر کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ تحریریں، جو ایک طرفی اور مسخ شدہ تصویر پیش کرتی ہیں، اس عدالت میں کارروائی کے زیر التواء ہونے کے دوران فریقین کو پریس وغیرہ میں جانے سے روکنے کی ہماری سابقہ ہدایات کے باوجود سامنے آئی ہیں۔

تاہم، اس سے پہلے کہ ہم مزید آگے بڑھنے کا فیصلہ کریں، ہم عدالت کو اس کارروائی کے بارے میں مشورہ دینے کے لیے ایک امیکس مقرر کرنا مناسب سمجھتے ہیں، اگر کوئی ہو، جو اس سلسلے میں اور خود تحریری درخواست کے سلسلے میں بھی کی جانی چاہیے۔

ہم مسٹر کے کے وینوگوپال، سینئر ایڈوکیٹ، عدالت عظمیٰ بار ایسوسی ایشن کے صدر سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ امیکس کے طور پر کام کریں اور عدالت کو مشورہ دیں۔

".. . . .

مقدمے میں پیش ہونے والے مددگار دوست عدالت کے ساتھ ساتھ دیگر فاضل وکیل کو سننے کے بعد، جو سب عدالت کی مدد کے لیے اپنے مؤکلوں کے معاملے سے بالاتر تھے، ہماری رائے ہے کہ درخواست گزار- این بی اے اور اس کی رہنما محترمہ میدھا پاٹکر نے جان بوجھ کر زیر التواء کارروائی پر تبصرے کیے ہیں اور پہلی نظر میں اس عدالت کی طرف سے 11.4.1997 اور 5.11.1998 پر جاری کردہ عبوری احکامات کی نافرمانی کی ہے۔ درخواست کنندگان اور اس کے رہنماؤں کی طرف سے دی گئی دھمکیاں بھی عدالتی کارروائی کے مقررہ دور میں جانبداری یا مداخلت کی کوشش معلوم ہوتی ہیں۔ مدعیوں کو یہ سمجھنا چاہیے کہ عدالتوں کو زیر التواء مقدمات کا فیصلہ متعلقہ فریق کی خواہش کے مطابق کرنے کے لیے دباؤ کے ہتھکنڈوں سے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ اگر عدالتیں اس طرح کے دباؤ میں کام کرتی ہیں تو یہ قانون کی حکمرانی کی نفی ہوگی۔

محترمہ اروندھتی رائے کی کتاب "دی گریٹر کامن گڈ" کے کچھ قابل اعتراض حصے درج ذیل ہیں:

"میں ایک پہاڑی پر کھڑا ہوا اور زور سے ہنس پڑا۔

میں جلسندی سے کشتی کے ذریعے نرمدا کو عبور کر چکا تھا اور مخالف کنارے پر سرزمین پر چڑھ گیا تھا جہاں سے میں دیکھ سکتا تھا، قانون کے تاج، گنجے پہاڑیوں، سکّا، سورونگ، نیمگاون اور ڈومکھیڈی کے قبائلی

بستیوں کے پار۔ میں ان کے ہوادار، نازک گھروں کو دیکھ سکتا تھا۔ میں ان کے کھیتوں اوران کے پیچھے کے جنگلات کو دیکھ سکتا تھا۔ میں چھوٹے بچوں کو چھوٹی بکریوں کے ساتھ موٹر والی مونگ پھلی کی طرح زمین کی تزئین میں گھومتے ہوئے دیکھ سکتا تھا۔ میں جانتا تھا کہ میں ایک ایسی تہذیب کو دیکھ رہا ہوں جو ہندومت سے بھی پرانی ہے، جسے (ملک کی اعلیٰ ترین عدالت کی طرف سے) منظور کیا گیا ہے- اس مانسون میں ڈوبنے کے لیے جب سردار سرووَر کے ذخائر کا پانی اسے ڈوبنے کے لیے اٹھے گا۔"

"میں کیوں ہنس رہا ہوں؟

کیونکہ مجھے اچانک وہ تشویش یاد آئی جس کے ساتھ دہلی میں عدالت عظمیٰ کے ججوں نے (سردار سرووَر ڈیم کی مزید تعمیر پر قانونی روک کو خالی کرنے سے پہلے) پوچھا تھا کہ کیا آبادکاری کالونیوں میں قبائلی بچوں کے پاس کھیلنے کے لیے بچوں کا پارک ہوگا۔ حکومت کی نمائندگی کرنے والے وکلاء نے انہیں یقین دلانے کے لیے جلدی کی تھی کہ یقیناً وہ کریں گے، اوراس سے بھی بڑھ کر، کہ ہر پارک میں سیسا اور سلائیڈ اور جھولے تھے۔ میں نے لامتناہی آسمان کی طرف دیکھا اور نیچے بہتے ہوئے دریا کی طرف دیکھا اور ایک مختصر، مختصر لمحے کے لیے اس سب کی بے وقوفی نے میرے غصے کو پلٹ دیا اور میں ہنس پڑا۔ میرا مطلب بے عزتی نہیں تھا۔''

....

"اس زمین کا مالک کون ہے؟ اس کے دریاؤں کا مالک کون ہے؟ اس کے جنگلات؟ اس کی مچھلی؟ یہ بہت بڑے سوالات ہیں۔ انہیں ریاست بہت سنجیدگی سے لے رہی ہے۔ ان کا جواب فوج، پولیس، بیوروکریسی، عدالتیں ہر ادارے کی طرف سے ایک آواز میں دیا جا رہا ہے۔ اور نہ صرف جواب دیا بلکہ تلخ اور سفاکانہ انداز میں غیر واضح طور پر جواب دیا۔"

....

"اراضی کے حصول کے قانون 1894 (1984 میں ترمیم شدہ) کے مطابق حکومت قانونی طور پر بے گھر شخص کو نقد معاوضے کے علاوہ کچھ بھی فراہم کرنے کی پابند نہیں ہے۔ اس کا تصور کریں۔ ایک نقد معاوضہ، جو بھارتیہ حکومت کا ایک اہلکار ایک ناخواندہ قبائلی آدمی (خواتین کو کچھ نہیں ملتا) کو اس زمین پر ادا کرے گا جہاں پوسٹ مین بھی ڈیلیوری کے لیے ٹپ کا مطالبہ کرتا ہے! زیادہ تر قبائلی لوگوں کے پاس اپنی زمین کا کوئی باضابطہ حق نہیں ہے اور اس لیے وہ ویسے بھی معاوضے کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ زیادہ تر قبائلی لوگ یا مان لیں کہ زیادہ تر چھوٹے کسان پیسے کے لیے اتنا ہی استعمال کرتے ہیں جتنا کہ عدالت عظمیٰ کے جج کے

پاس کھاد کا ایک تھیلا ہوتا ہے۔"

محترمہ اروندھتی رائے اس عدالت میں زیر التواء کارروائی میں فریق نہیں ہیں۔تاہم، اس نے اس عدالت میں کارروائی کے زیر التواء ہونے تک کیس سے متعلق معاملات پر تبصرے کیے ہیں۔اس کی طرف سے کیے گئے تبصرے پہلی نظر میں اس عدالت میں کارروائی کی غلط نمائندگی ہیں۔عدالتی عمل اور ادارے کو اس طرح کے صریح انداز میں بدنام کرنے یا فوجداری خلاف ورزی کا نشانہ بنانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی جس طرح اس نے کیا ہو۔

اگرچہ عدالتی کارروائیوں میں حد سے زیادہ حساسیت اور بے حیائی کی کوئی جگہ نہیں ہے، لیکن بدنیتی اور بدنیتی کو انصاف کے دھارے کو آلودہ کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔درحقیقت ہمارے آئین کے تحت زندگی کا حق، تقریر اور اظہار کی آزادی جیسی مثبت اقدار ہیں، لیکن تقریر اور اظہار کی آزادی میں عدالت کے احکامات کو مسخ کرنے اور نامکمل اور جان بوجھ کر ایک طرف کی تصویر پیش کرنے کی آزادی شامل نہیں ہے، جس میں عدالت کو بدنام کرنے کا رجحان ہے۔محترمہ اروندھتی رائے کا مقصد جو بھی ہو، یہ بالکل واضح ہے کہ انہوں نے عوام کو غلط معلومات دے کر اور مکمل طور پر غلط انداز میں پیش کر کے اپنی لفظی شہرت کو استعمال کرنے کا فیصلہ کیا، اس عدالت میں آبادکاری اور بازآبادکاری سے متعلق کارروائی کس طرح تشکیل پائی اور پچھلے تقریباً 5 سالوں کے دوران عدالت کی طرف سے دی گئی مختلف ہدایات کو مسخ کیا۔اوپر مذکور تحریروں میں اس عدالت کے خلاف جانبداری پیدا کرنے کا رجحان ہے۔ایسا لگتا ہے کہ وہ عدالت کے کام سے مکمل طور پر ناواقف ہے۔جس طریقے سے اس نے عدالت کی کارروائی اور احکامات کو موڑ دیا ہے وہ برا ہے اور کسی بھی شہری سے اس کی توقع نہیں کی جاتی ہے۔

ہم اس بات پر زور دینا چاہتے ہیں کہ اظہار رائے کی آزادی کی آڑ میں کسی بھی فریق کو عدالت کی کارروائی اور احکامات کو غلط انداز میں پیش کرنے اور جان بوجھ کر بالکل غلط اور نامکمل تصویر پیش کرنے کا لائسنس نہیں دیا جا سکتا جس میں عدالت کو بدنام کرنے اور اسے بدنام کرنے کا رجحان ہو۔عدالت کے فیصلے پر نجی یا عوامی طور پر نیک نیتی سے تنقید کرنے کے حق کا استعمال بدنیتی کے ساتھ یا انصاف کے انتظام کو خراب کرنے کی کوشش کے ذریعے نہیں کیا جا سکتا۔درحقیقت، اظہار رائے کی آزادی "جمہوریت کی زندگی کا خون" ہے لیکن اس کی آزادی کچھ اہلیتوں سے مشروط ہے۔عدالت کو مجروح کرنے کا جرم ایک ایسی ہی اہلیت ہے، کیونکہ یہ جرم انصاف کے انتظام کے تحفظ کے لیے موجود ہے اور جمہوری معاشرے میں معقول طور پر جائز اور ضروری ہے۔یہ نہ صرف توہین عدالت کے قانون کے تحت جرم ہے بلکہ خود عام ہے۔عدالتیں اپنے فیصلوں

اور احکامات کے بارے میں معروضی، منصفانہ اور بغیر کسی بدنیتی کے کیے جانے والے منصفانہ تبصرے یا یہاں تک کہ واضح تبصرے کے لیے غیر ضروری طور پر حساس نہیں ہیں، لیکن کسی کو بھی عدالت کے احکامات کو مسخ کرنے اور جان بوجھ کر اس کی کارروائی کو جھکاؤ دینے کی اجازت نہیں دی جا سکتی، جس میں عدالت کو بدنام کرنے یا اس کا مذاق اڑانے کا رجحان ہے، انصاف کے انتظامیہ کے تحفظ کے وسیع تر مفاد میں۔

درخواست گزار اور اس کے قائدین محترمہ میدھا پاٹکر کی کارروائی کے ساتھ ساتھ محترمہ اروندھتی رائے کی تحریروں نے ہمیں بہت تکلیف دی ہے اور جب ہم مسخ شدہ تحریریں کرنے میں محترمہ اروندھتی رائے کی کارروائی یا جس طریقے سے درخواست گزار محترمہ میدھا پاٹکر اور مسٹر دھرمادھیکاری کے قائدین نے اس عدالت کو یقین دہانی کرانے کے بعد حکم نامے کی خلاف ورزی کی ہے، اس پر اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں، تو ہم غصے سے نہیں بلکہ غم و غصے سے ایسا کرتے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ قبائلی آبادی کے ایک بڑے حصے سے متعلق معاملے پر اپنے نقطہ نظر کو پیش کرنے میں فریقین حد سے زیادہ پرجوش ہوں، لیکن انہیں خود کو قابل اعتراض انداز میں کام کرنے کی آزادی نہیں دینی چاہیے تھی جیسا کہ پہلے ہی دیکھا جا چکا ہے۔ جس طرح سے این بی اے کے لیڈروں اور محترمہ اروندھتی رائے نے عدالت کے وقار کو مجروح کرنے کی کوشش کی ہے اس سے ہم ناخوش ہیں۔ ہمیں ان سے بہتر رویے کی توقع تھی۔

اس معاملے پر سوچ سمجھ کر غور کرنے کے بعد اور پی اے ایف ایس کی باز آبادکاری اور باز آبادکاری کے معاملے کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے، جس کی ہم پچھلے پانچ سالوں سے نگرانی کر رہے ہیں، ہم درخواست گزار، اس کے رہنماؤں یا محترمہ اروندھتی رائے کے خلاف توہین عدالت کی کارروائی شروع کرنے کے لیے مائل نہیں ہیں۔ ہمارے سامنے زیر التواء مسائل کے وسیع تر مفاد میں ہماری رائے ہے کہ ہمیں اس معاملے کو مزید آگے بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم، ہم امید کرتے ہیں کہ جو ہم نے اوپر کہا ہے وہ مقصد کو پورا کرے گا اور درخواست گزار اور اس کے رہنما اس کے بعد اس انداز میں کام کرنے سے باز رہیں گے جس میں انصاف کے مناسب انتظام میں مداخلت کرنے کا رجحان ہو یا جو اس عدالت کے جاری کردہ احکامات کی خلاف ورزی ہو۔ وقتاً فوقتاً۔

22 جولائی، 1999 کے بعد جب معروف امیکس کا تقرر ہوا، ہمارے نوٹس میں ایسا کچھ نہیں آیا جس سے یہ ظاہر ہو کہ جہاں تک عدلیہ کا تعلق ہے، محترمہ اروندھتی رائے نے اپنی قابل اعتراض تحریروں کو جاری رکھا ہے۔ اسے اب تک اپنی غلطی کا احساس ہو چکا ہوگا۔ اس لیے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اب اس معاملے کو یہیں رہنے دیا جائے اور اسے مزید آگے نہ بڑھایا جائے۔ درخواست (آئی اے 14) کو اسی کے

مطابق نمٹا دیا جاتا ہے۔

اس حکم کے ساتھ رخصت ہونے سے پہلے ہم دوست عدالت شری کے کے وینو گوپال، سینئر ایڈوکیٹ اور کیس میں پیش ہونے والے دیگر تمام فاضل وکیل کی طرف سے ہمیں فراہم کی گئی مدد کے لیے اپنی گہری تعریف کو ریکارڈ پر رکھنا چاہتے ہیں۔

مرکزی تحریری درخواست کو اب 4 نومبر 1999 کو دوپہر 2 بجے ہدایات کے لیے رکھا جائے۔

اگرچہ میں ان بیانات کے بارے میں اپنی ناپسندیدگی درج کرتا ہوں جن کی شکایت کی جاتی ہے، لیکن میں میدھا پاٹکر، شری پد دھرمادھیکاری اور اروندھتی رائے کے خلاف توہین عدالت میں کارروائی کرنے کی طرف مائل نہیں ہوں کیونکہ عدالت کے کندھے اتنے وسیع ہیں کہ وہ ان کے تبصروں کو روک سکتے ہیں اور کیونکہ توجہ بے گھر افراد کی آباد کاری اور باز آباد کاری سے نہیں ہٹنی چاہیے۔

میں عدالت کو دوست عدالت اور عدالتی معاون وکیل کی طرف سے فراہم کردہ مدد کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آئی۔اے۔(نمبر 14) اسی کے مطابق نمٹا دیا جاتا ہے۔

آر۔پی۔

آئی۔اے۔کو نمٹا دیا گیا۔